OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0136, PP: 51-70

امام ابن ابی شیبہؒ کے نزدیک تحمل واداے حدیث کی اصطلاحات کا جائزہ

A review of the terms of Taḥmmul O Ādīy ḥadīth according to Imām Ibn Abī Shaibah

Published: 01-06-2022
Accepted: 15-05-2022
Received: 31-12-2021

Irfan Jafar
Lecturer, Department of Islamic Studies,
The University Of Lahore
Email: muhammad.irfan@ais.uol.edu.pk
https://orcid.org/0000-0001-6201-1993

Dr. Shahzada Imran Ayub
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
The University of Lahore
Email: Imran.ayub@ais.uol.edu.pk
https://orcid.org/0000-0002-5840-1646

Abstract

Imām Ibn Abī Shaibah belongs to the 2nd/3rd century AH. He attained a high position in the science of ḥadīth. He not only taught Ḥadīth but also preserved it in writing for the ūmmah in various forms..In the Ḥadith the terms of Taḥmmul O Ādīy ḥadīth are very wide and universal. The authenticity and weakness of the ḥadīths of the Prophetﷺcan be well assessed in the light of There are eight (8) words of Taḥmmul O Ādīy ḥadīth among the narrators, all of which are mentioned in the writings of Imām Ibn Abī Shaibah. These include the terms "اخبرنا" and "حدثنا". Which are the highest in the level of tolerance and payment. In Imām Ibn Abī Shaibah's collections of ḥadīth, he has used the most phrases. In addition, the terms "سماع, قرأت, کتابت, مناولت ,اجازت,اعلام,وجادت" are also present in the books of Imām Ibn Abī Shaibah. In this article, a research review has been presented in the light of the books of Imām Ibn Abī Shaibah by presenting the methods of the terms of Taḥmmul O Ādīy ḥadīth in this paper with evidences and precedents.And According to Imām Ibn Abī Shaibah, what are the terms of Taḥmmul O Ādīy ḥadīth and what is their nature? In this research article According to Imam Ibn Abi Shaybah, the terms of Taḥmmul O Ādīy ḥadīth has been reviewed in an analytical and inferential view.

***Key words**: Ḥadīth,Taḥmmul O Ādīy ḥadīth, Imām Ibn Abī Shaibah, terms.*

تعارف

امام ابن ابی شیبہؒ کا شمار دوسری اور تیسری صدی ہجری کے کبار محدثین میں ہوتا ہے۔آپؒ کی تالیفات مجموعہ احادیث میں منفرد مقام کی حامل ہیں۔ جن کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ امام موصوفؒ محدثین میں منفرد حیثیت رکھتے تھے۔امام ابن ابی شیبہؒ کا دور تدوین حدیث کا دور تھا۔اس دور کے علماء کی دلچسپی کا بڑا حصہ کبار مشائخ و محدثین سے روایات کو نقل کرنا تھا۔ آپؒ کی تمام تر کتب احادیث کی روایات سوائے چند روایات کے کبار محدثین و مشائخ کی بیان کردہ ہیں ،اس کی دلیل یہ ہے کہ آپؒ ہر روایت کے شروع میں لفظ" **حدثنا**" کا استعمال فرماتے ہیں،**حدثنا** کا لفظ محدثین کے ہاں سماع پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تحمل واداء حدیث کے مراتب میں سب سے اعلیٰ ہے۔لفظ **اخبرنا** کا استعمال بہت کم کیا گیا ہے۔ امام ابن ابی شیبہؒ نے اپنی کتب ہائے احادیث میں تحمل و ادائے حدیث کے لئے مخصوص اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ جو تحمل و ادائے کے سلسلہ میں امام ابن ابی شیبہؒ کے مخصوص منہج واسلوب کو بیان کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔اس ریسرچ پیپر میں امام ابن ابی شیبہؒ کی تحمل وادائے حدیث کے سلسلے میں مخصوص اصطلاحات کا استنباطی و تجزیاتی انداز میں تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔

تحمل کا مفہوم

" تحمل "حاصل کرنے اور" اخذ "یعنی لینے کے معنی میں ہے، محدثین کرام کی اصطلاح میں طالبان حدیث کا اپنے شیوخ سے مخصوص انداز سے اخذ و حصول حدیث کے عمل کو تحمل کہتے ہیں۔علامہ محمد ابو شہبہ لکھتے ہیں کہ:

((التحمل هو نقل الحديث عن الغير بای طريق من طرق التحمل الصحيحة المعتبر و هذا الغير يسمى فی عرف المحدثين شيخاً))(1)

"تحمل کے صحیح و معتبر طرق میں سے کسی طریق کے ذریعے دوسرے حدیث نقل کرنے کو تحمل کہتے ہیں، محدثین کی اصطلاح میں دوسرے سے مراد شیخ ہے"

تحمل واداے حدیث کی شرائط

محدثین کرام کے ہاں تحمل حدیث کے وقت راوی میں دو شرطوں پایا جانا از حد ضروری ہے۔ پہلی شرط تمیز اور دوسری شرط ضبط ہے۔ان کے بغیر راوی تحمل و سماع حدیث کا اہل نہیں ہو سکتا ہے۔

تمیز:

تحمل حدیث کے لئے تمیز و شعور کا ہونا پہلی شرط ہے، یعنی وہ عمر ہے جس میں چھوٹا بچہ فرق کرنے قابل ہو جاتا ہے۔(2)

ضبط:

تحمل حدیث کے لئے ضبط دوسری اہم شرط ہے، ضبط سے مراد یاد کرنا، محفوظ رکھنا ہے۔ علم حدیث کی اصطلاح میں اس سے مراد کلام رسول اللہ ﷺ کو سن کر یاد کرنا اور محفوظ کرنا ہے۔ اس کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ" ضبط کا مفہوم ہے کلام کا سماع اس طرح کرنا جیسے اس کے سماع کا حق ہے، پھر اس کے معنی مراد کو سمجھنا، پھر پوری کوشش کرنا، بعدازیں اس کی حدود کی حفاظت کرتے ہوئے اس پر استقامت اختیار کرنا، اور اسے بیان کرنے کے وقت تک تکرار سے اس کا جائزہ لیتے رہنا ہے"(3)

ضبط کی دو قسمیں ہیں۔

صدری ضبط:

طالب حدیث شیخ سے سنی ہوئی احادیث کو اس طرح دلنشین اور یاد رکھے کہ بوقت ضرورت ان اعادہ بغیر کسی رکاوٹ اور دِقت کے صحیح طور پر کر سکے۔

کتابی ضبط:

طالب حدیث جب بھی اپنے شیخ سے احادیث سنت تو فوراً انہیں ضبط تحریر میں لے آئے یعنی لکھ کر ان کی تصحیح بھی کرلے تاکہ کسی بھی نوعیت کا خلل پیدا ہونے کا امکان باقی نہ رہے۔ (4)

تحمل وادائے حدیث کے مناہج واسالیب

وضع مصطلحات حدیث اور تدوین حدیث سے قبل پہلی، دوسری بلکہ تیسری صدی ہجری میں بھی روایت حدیث کے لئے متعدد اسالیب و مناہج رائج تھے، لیکن وہ کس نوعیت کے اسالیب والفاظ تھے۔ ذیل میں استشہاداً چند ایک آثار واقوال کو بیان کیا جاتا ہے جن سے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے عہد میں رائج شدہ تحمل وادائے حدیث کے اسالیب و مناہج اور ان کے استعمال کی وضاحت ہوتی ہے مثلا

"عن علی انه جعل القرأة علی العالم بمنزلةالسماع منه"(5)

" حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے عالم کے سامنے قرات کو اس سے سماع (سننے) کے برابر قرار دیا ہے""

وعن عبداللہ بن عباس انه قال: اقرواعلی فان قراتکم علی کقرأتی علیکم"(6)

"حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم میرے سامنے پڑھو کیونکہ میرے سامنے تمہارا پڑھنا ایسا ہے جیسے میں نے تمہارے سامنے پڑھا ہو"

اور تیسری مثال یہ ہے

"قال سفیان الثوری: حدثنااحادیث اسرائیل عن عبد الاعلیٰ عن ابن الحنفیة قال: کانت من کتاب: قال ابن ابی حاتم: یعنی (انهالیست) بسماع" (7)

" حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ: سفیان نے بواسطہ عبدالاعلیٰ عن ابن الحنفیۃ سے اسرائیلی روایات کو ہم سے بیان کیا۔ فرماتے ہیں کہ یہ احادیث ایک کتاب سے نقل کی ہوئی ہیں۔ ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں کہ یہ احادیث بطریق سماع نہیں تھیں"

ان مذکورہ بالا امثلہ میں پہلی دو تحمل حدیث کے اسالیب ثمانیہ میں اسلوب سماع اور قرات پر دلالت کرتی ہیں جبکہ تیسری مثال تحمل حدیث کے تیسرے اسلوب کتابت پر دلالت کرتی ہے۔ پہلی صدی ہجری میں سماع، قرات کے ساتھ ساتھ کتابت بھی تحمل حدیث کے اسالیب میں سے ایک اسلوب تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر فواد سزگین لکھتے ہیں:

((ان المکاتبةکانت احدی طرق التحمل المألوفة بجانب السماع و القرأة فی القرن الاول الهجری))(8)

" پہلی صدی ہجری میں سماع اور قرات کے ساتھ ساتھ مکاتبت تحمل حدیث کے مانوس طریقوں میں سے تھا"

صحابہ کرامؓ کے بعد عہد تابعین میں بھی یہ اصطلاحات رائج تھیں، پھر ان میں اضافہ ہوتا گیا۔ اصول حدیث کی کتب

میں تحمل واادائے کے اسالیب و مناہج کو" طرق تحمل الحدیث"،" اقسام تحمل الحدیث"،"طرق نقل الحدیث" اور" طرق روایۃالحدیث" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور مجموعی طور پر ان کی تعداد آٹھ بیان کی گئی ہے۔ جن میں سے اکثر مناہج واسالیب تصانیف ابن ابی شیبہ میں رائج ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

السماع من لفظ الشیخ،القرأۃعلی الشی،الاجازۃ،المناولۃ ،المکاتبۃ او المراسلۃ، الاعلام،الوصیۃ،الوجادۃ [9]

امام ابن ابی شیبہؒ کی تصانیف میں تحمل و ادائے کے مذکورہ بالا آٹھ اسالیب و مناہج کی تفصیل بڑی شرح و بسط کے ساتھ موجود ہے۔ تحمل وادائے حدیث کے تاریخی پس منظر، مفہوم اور اس کی شروط کا جائزہ لینے کے بعد امام ابن ابی شیبہؒ کے تحمل و ادائے حدیث کی مخصوص اصطلاحات کا جائزہ تحمل وادائے حدیث کے اسالیب کے تناظر میں پیش کیا جائے گا۔

پہلا اسلوب: السماع من لفظ الشیخ (یعنی شیخ الفاظ میں سننا)

محدثین کی اصطلاح میں اس اسلوب کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کا استاد کتاب سے یا اپنے حافظہ کے بھروسہ پر زبانی طور پر احادیث سنائے، لکھوائے یا نہ لکھوائے اور شاگرد مشافھۃ (زبانی طور پر) استاد سے سن کر لکھتا جائے یا نہ لکھے بلکہ صرف حافظہ میں محفوظ کرتا جائے۔[10]

اسلوب" سماع" کا مقام و مرتبہ

جمہور محدثین کے نزدیک اخذ حدیث کے باقی اسالیب میں سے رُتبہ کے لحاظ سے "سماع" سب سے اعلیٰ وارفع اسلوب ہے۔ سماع کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((نضر اللہ امرا سمع مناحدیثاًفحفظہ حتیٰ یبلغہ غیرہ)) [11]

" اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جو میری حدیث کو سُنتا ہے پھر اُسے زبانی یاد کرلیتا ہے حتیٰ کہ وہ اسے دوسرے شخص تک پہنچادے"

مزید برآں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((تسمعون ویسمع منکم و یسمع ممن یسمع منکم)) [12]

"تم میری باتیں سن لو، اور دوسرے تم سے سنیں گے پھر ان سے اور لوگ سُنیں گے"۔

سماع سے متعلق امام اوزاعی فرماتے ہیں:

((کان ھذا العلم شیئاًشریفاًاذا کان من افواہ الرجال یتلاقونہ و یتذاکرونہ)) [13]

" علم حدیث اس وقت بڑا قیمتی اور باعث شرف علم تھا جب لوگوں کے منہ سے (سماع کے ذریعے) حاصل کیا جاتا تھا، لوگ آپس میں ملتے جلتے اس باہمی مذاکرہ کیا کرتے تھے"

امام ابن ابی شیبہؒ کے سماع کا اسلوب

امام ابن ابی شیبہؒ اکثر روایات کے شروع میں لفظ" حدثنا" کا استعمال فرماتے ہیں، حدثنا کا لفظ محدثین کے ہاں سماع[14] پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تحمل واداء کے مراتب میں سب سے اعلیٰ و ارفع مرتبہ ہے۔ امام ابن ابی شیبہؒ سے بہت کم مقامات پر دیگر الفاظ ملے گے، آپؒ نے سب سے زیادہ الفاظ" حدثنا " کے استعمال فرمایا ہے۔ اور آپؒ کی" کتاب الایمان "

اور" کتاب الادب " کی تمام روایات اسی قبیل سے ہیں۔ اکثر روایات لفظ" حدثنا " سے شروع ہوتی ہیں۔

دوسرا اسلوب: القرأة علی الشیخ (شیخ کے سامنے قرات کرنا)

تحمل حدیث کے پہلے اسلوب میں استاد پڑھتا ہے اور طالب علم سنتا ہے جبکہ اس اسلوب میں طالب علم (راوی) استاد کی کتاب سے یا اپنے حافظہ کی مدد سے ان کی مرویات کو پڑھتا ہے۔[15] یا طالب کے دیگر رُفقاء میں سے کوئی ان مرویات کو استاد کی کتاب سے یا حافظہ سے پڑھتا ہے اور استاد اپنی مرویات کو سنتا ہے۔ استاد اپنی کتاب کو سامنے رکھ کر بھی اور کتاب کے بغیر حافظہ کی مدد سے زبانی طور پر بھی سن سکتا ہے اور اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ اصل کتاب کسی ثقہ شخص کے پاس ہو جو اس کو کھولے رکھے اور استاد سنتا چلا جائے۔ اکثر محدثین تحمل حدیث کے اس اسلوب کو "عرض" (پیش کرنا) بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں شاگرد استاد کو احادیث پڑھ کر سناتا ہے۔[16]

طالب علم کے لئے اپنے استاد کے سامنے پڑھ کر سنانا افضل ہے کیونکہ حافظہ سے سنانے کی نسبت یہ زیادہ قابل اعتماد اور مامون عن الخطاء ہے۔[17] اسی لیے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

((ینبغی ترجیح الامساک فی الصور کلها علی الحفظ لاندخوان))[18]

" یعنی امساک[19] کو تمام حالتوں میں حفظ پر ترجیح حاصل ہے"

اسلوب "قراءت" کا حکم

جمہور محدثین کے نزدیک شاگرد کا استاد کو پڑھ کر سنانا ایک معقول اسلوب ہے مگر بعض حضرات اس اسلوب کا انکار کرتے ہیں اور اس کو اخذ حدیث کے سلسلے میں معتبر تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ جبکہ امام مالک اور دیگر علمائے و محدثین کے نزدیک "القرأة علی الشیخ" تحمل حدیث کا اسلوب ہے۔[20] اس اسلوب کی روایت کے حکم کے بارے میں ڈاکٹر محمود طحان لکھتے ہیں کہ:

((الروية بطريق القرأة على الشيخ رواية صحيحة بلا خلاف فى جميع الصور المذكورة))[21]

" شیخ کے سامنے پڑھنے کے ذریعہ جو روایت ہوگی تمام مذکورہ بالا حالتوں (یعنی شاگرد کا استاد کے سامنے پڑھنا، استاد کا سننا وغیرہ) میں بغیر کسی اختلاف کے روایت کرنا درست ہے"

قرأة علی الشیخ کے اسلوب کا درجہ

اس اسلوب کے ذریعے کی جانے والی روایت کے بارے میں اصول حدیث کی کتب میں علماء کے تین اقوال مذکور ہیں جو حسب ذیل ہیں:

امام مالک، اصحاب مالک، امام بخاریؒ اکثر علمائے حجاز و کوفہ اور تمام علمائے مدینہ کے نزدیک دونوں اسالیب و مناہج (سماع و قرات) اور ان کی مرویات درجہ کے لحاظ سے مساوی ہیں۔ [22] ان علمائے کرام کے ہاں جس شاگرد نے استاد کو پڑھ کر سنایا ہو کسی دوسرے کو حدیث سناتے ہوئے مطلقاً یہ کہہ سکتا ہے " سمعتُ " (میں نے سنا)۔ اور اسے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں نے استاد کو پڑھ کر سنایا۔[23]

جمہور اہل مشرق کے نزدیک پہلا اسلوب یعنی سماع اور اس کی روایت درجہ کے اعتبار سے اعلیٰ ہے اور دوسرا یعنی قرات

کا درجہ اس سے کم ہے۔ یہی مؤقف جمہور محدثین کے ہاں ہے۔ [24] ابن الصلاحؒ نے اسی مؤقف کو ترجیح دی ہے۔ [25]

امام ابو حنیفہؒ، امام ابن ابی ذئبؒ اور بعض دیگر محدثین کے نزدیک " قرأت علی الشیخ " کا درجہ پہلے اسلوب " سماع " سے افضل واعلیٰ ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ

((قرأتک علی العالم خیر من قرأة العالم علیک)) [26]

" استاد کا آپ کو پڑھ کر سنانے سے زیادہ بہتر یہ ہے طالب استاد کو پڑھ کر سنائے "

کیونکہ اس صورت میں احتیاط زیادہ ہے، اس لیے کہ اگر شاگرد کوئی غلطی کرے تو استاد اس کی اصلاح کر سکتا ہے۔ [27]

ان اقوال کے درمیان امام سخاویؒ تطبیق قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " اصل چیز خطاء کے امکان سے بچنا ہے اور یہ چیز جس اسلوب میں زیادہ حاصل ہو وہ افضل ہے اور حالات کے اختلاف سے کہیں یہ بات سماع میں حاصل ہوتی ہے اور کہیں قراۃ میں بھی ہوتی ہے۔ [28]

امام ابن ابی شیبہؒ کے صیغہ تحمل واداۓ

امام ابن ابی شیبہؒ کے دور کے علماء کی دلچسپی کا بڑا حصہ کبار مشائخ و محدثین سے روایات کو نقل کرنا تھا۔ امام ابن ابی شیبہؒ کی تمام تر تصانیف کی روایات کبار محدثین و مشائخ کی بیان کردہ ہیں سوائے چند رویات کے، اس کی دلیل یہ ہے کہ آپؒ ہر روایت کے شروع میں لفظ " حدثنا " کا استعمال فرماتے ہیں، حدثنا کا لفظ محدثین کے ہاں سماع [29] پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تحمل و اداء کے مراتب میں سب سے اعلیٰ ہے۔ اور لفظ اخبرنا کا استعمال بہت کم کیا گیا ہے۔ اخبرنا کی اصطلاح سے محدثین کی مراد یہ ہے کہ قرأة الطالب علی الشیخ (طالب کا شیخ کو حدیث سنانا)۔ متقدم محدثین کرام " حدثنا، اخبرنا " کے درمیان کوئی فرق روا نہیں رکھتے تھے۔ اور ان دونوں صیغوں کو سماع کے ضمن میں ہی استعمال کرتے تھے۔ لیکن امام ابن ابی شیبہؒ نے ان کے درمیان تمیز کی اور ان کی اکثر روایات " حدثنا " کے قبیل سے ہیں۔ [30]

امام ابن ابی شیبہؒ نے اپنی کتب ہاۓ احادیث میں " حدثنا، اخبرنا " کے علاوہ دیگر الفاظ اور صیغہ جات استعمال کیے ہیں۔ جو تحمل واداۓ حدیث کے پہلے اور دوسرے اسلوب پر دلالت کرتے ہیں، جو حسب ذیل مذکور ہیں:

امام ابن ابی شیبہؒ حدیث کی ابتدا " بلغنا " کے صیغے سے بھی کرتے ہیں۔ بلغنا کا صیغہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ روایت جس کی طرف منسوب اس سے براہ راست نقل نہیں گئی بلکہ اس کا پہنچایا ہے۔ اس الفاظ امام ابن ابی شیبہ کی کتب میں صرف دو احادیث میں منقول ہوۓ ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:

کتاب الصلوات کے باب " من کان یسلم تسلیمه واحدة " میں ہے:

((قال ابو بکر : بلغنی عن یحیی بن سعید عن عبید الله عن القاسم عن عائشة " انها کا تسلم تسلیمة)) [31]

اس طرح کتاب " التاریخ " کے باب " باب فی الکنیٰ " میں نقل فرماتے ہیں: ((بلغنا ان اسم ابی بکر الخ))

ان دونوں مذکورہ روایات کو امام ابن ابی شیبہؒ نے جن حضرات سے نقل کیا ہے۔ ان سے کبھی آپ نے براہ راست

روایت نقل نہیں کی ہے۔ اس طرح کی روایات کے درمیان سے امام ابن ابی شیبہؒ دو یا دو سے زیادہ رواۃ کو ترک کرتے ہیں۔ جس کو محدثین کی اصطلاح میں " معضل" کہتے ہیں۔ معضل کی تعریف یہ ہے:

"هو ماسقط من اسناده اثنان فاكثر على التوالى" [32]

"معضل سے مراد وہ روایت ہے جس کی سند سے دو یا دو سے زیادہ روای پے در پے ساقط ہو جائیں"

امام ابن ابی شیبہؒ کے نقل روایت کا ایک منفرد منہج یہ بھی ہے کہ کبھی کبھار جس شیخ سے روایت نقل کرتے ہیں ان کا نام بھی ذکر نہیں کرتے ہیں، اس صورت میں روایت نقل کرتے ہوئے یہ الفاظ "حدثنابعض المشيخة" استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اس روایت کو " حدثنا "کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپؒ کا ان سے سماع ثابت ہے۔ کیونکہ امام ابن ابی شیبہؒ اہل علم محدثین کے ہاں ثقہ، حافظ ہیں۔ وہ سماع کی تصریح ضرور کر دیتے ہیں البتہ اس طرح کی روایات میں شیوخ کو مبہم رکھتے ہیں۔ اس طرح کی مثالیں ان کی کتب میں بہت کم ہیں۔ چند ایک امثلہ حسب ذیل ہیں۔

کتاب " البيوع و الأقضية" کے باب " فى بيع دابة ودرهم معجلة" میں روایت نقل کرتے ہیں:

((حدثنا ابو بكر قال: حدثنا بعض المشيخة، عن قيس، عن العلاء بن المسيب، عن حماد، عن ابراهيم قال: لا بأس ان يباع البعير با لبعير بينهما العشرة الدرهم اذا كان الحيوان معجلاً و الدرهم موجودة، و كرهه اذا كانت الدرهم معجلة و الحيوان مؤخرة)) [33]

بعض دفعہ امام ابن ابی شیبہؒ روایت کی ابتدا اس صیغہ " حدثنا اصحابنا" فرماتے ہیں۔ یہ الفاظ امام ابن ابی شیبہؒ کی مخصوص الفاظ ہیں۔ اس طرح کی روایت میں آپؒ مشائخ اور اصحاب کے درمیان تمیز کرتے ہیں۔ یعنی اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مشائخ کا اصحاب کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اس طرح کی ایک مثال ہے:

کتاب " الزکاۃ" کے باب" فى الوسق كم هو" میں روایت منقول ہے:((الوسق ستّون صاعاً)) [34]

امام ابن ابی شیبہؒ روایات نقل کرتے ہوئے "حدثنا عن ، حُدّثت عن" مبنی مجہول کے صیغہ جات استعمال فرماتے ہیں۔ اس طرح کی روایات میں آپؒ جس شیخ سے روایت نقل کرتے ہیں اس کو مخفی رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ اس طرح کی امثلہ آپ کی کتب میں چند ایک ہی مذکور ہیں۔

کتاب الصلوات کے باب" فى ادنىٰ ما يجزى من الركوع و السجود " میں ہے۔

((حدثنا ابو بكر قال:حدثنا عن ابن ابى نجيح ، عن مجاهد قال:((اذا وضع يديه على ركبتيه اجزاء)) [35]

کتاب "**النكاح**" کے باب " من قال :الولد للفراش" میں روایت منقول ہے:

((حُدّثت عن جرير ، عن مغيرة ، عن ابراهيم، عن ابى وائل ، عن عبد الله ، عن النبى ﷺ قال:((الولد للفراش)) [36]

تیسرا اسلوب: الاجازۃ (اجازت دینا)

اخذ و تحمل حدیث کے اسالیب میں سے اساتذہ (محدثین) سے اجازت لینا بھی تحمل و ادائے حدیث کا اسلوب ہے۔

اجازت سے مراد یہ ہے کہ استاد کسی بھی شخص کو اپنی مرویات روایت کرنے کی اجازت زبانی یا تحریری طور پر دے دے۔ چنانچہ ڈاکٹر محمود طحان لکھتے ہیں:

((الاجازة هی الاذن بالروية لفظاًاوكتابة))[37]

" اجازت سے مراد ہے زبانی یا تحریری طور پر اجازت دینا"۔

اگر اجازت زبانی طور پر دی جائے تو متقدمین اسے " اجازت ملفوظ " اور متاخرین اسے مجازاً " اجازت بالمشافهه" کہتے ہیں۔ حقیقی معنیٰ میں اجازت بالمشافهه یہ ہے کہ حدیث کو سُنا کر یا پڑھوا کر اجازت دی جائے یعنی مشافهت میں حدیث پڑھائی بھی جاتی ہے اور روایت کرنے کی اجازت بھی دی جاتی ہے۔ اور اگر اجازت تحریرا دی جائے تو متقدمین اسے " اجازت مکتوب " اور متاخرین مجازاً " اجازت بالمكاتبة " کہتے ہیں۔ اجازت مکتوب میں حدیث لکھ کر بھی دی جاتی ہے اور عام طور پر اس اجازت میں روایت کرنے کی اجازت شامل ہوتی ہے اور بعض دفعہ حدیث تو لکھ کر دی جاتی ہے لیکن روایت کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔[38]

اسلوب "اجازت" کا حکم

جمہور محدثین اس کے جواز کے قائل ہیں اور اس اسلوب سے احادیث کی روایت کو درست کہتے ہیں چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

' والصحيح الذی قاله الجمهورمن الطوائف استقر عليه العمل جواز الرواية بها'[39]

"سب کے نزدیک صحیح اور سب کا عمل جس بات پر ہے وہ یہی ہے کہ اس اجازت کے ذریعے روایت اور اس پر عمل درست ہے۔"

چوتھا اسلوب: المناوله (مناولت)

تحمل حدیث کے اسالیب و مناہج میں سے ایک اسلوب مناولت بھی ہے۔ لغت میں مناولت کے معنیٰ ہیں " دینا" مگر اصطلاحی اعتبار سے اس کا مطلب ہے کہ استاد شاگرد کو کوئی کتاب یا لکھی ہوئی حدیث دے کر کہے کہ اس کو میری طرف سے روایت کیجئے۔[40] مناولت کی دو قسمیں ہیں۔

المنوولة المجردة: اس مراد ایسی مناولت جس کے ساتھ روایت کرنے کی اجازت کی تصریح نہ ہو، اسے " مناولة مجردة عن الا جازة ، یا " المناولة من غير اجازة " (اجازت سے خالی یا اجازت کے بغیر مناولت) بھی کہتے ہیں۔[41]

اس کی صورت یہ ہے کہ محدث طالب علم کو اپنی اصل کتاب دیتے ہوئے صرف یہ کہے " هذاسماعی او من حدیثی " (یہ ہے میرا سماع، یعنی اس کتاب میں جتنی بھی روایات ہیں ان کو میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے، یا یہ میری احادیث ہیں) اور یہ نہ کہے "اروه عنی او اجزت لک روايته عنی " (اس کتاب کو مجھ سے روایت کرو۔ یا میں نے تم کو اجازت دی کہ اس کو کتاب کو مجھ سے روایت کرو)[42] اس صورت میں روایت کا حکم یہ ہے کہ جمہور محدثین نے اجازت سے خالی مناولت کو معتبر قرار نہیں دیا ہے۔ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

((و اذا خلت المناولة عن الاذن لم يعتبر عندالجمهور))[43]

" اور جب مناولت اجازت سے خالی ہو تو جمہور محدثین کے نزدیک غیر معتبر ہے"

المناولة المقرونةبالاجازة : اس سے مراد ایسی مناولۃ جس کے ساتھ حدیث کو روایت کرنے کی اجازت کی تصریح ہو۔ اسے مناولۃمع الاجازۃ بھی کہتے ہیں۔[44] اس کا درجہ یہ ہے کہ مناولت کی تمام اقسام میں سب سے اعلیٰ قسم ہے۔ چنانچہ علامہ ندویؒ فرماتے ہیں:

((فالمقرونة اعلىٰ انواع الاجازة مطلقاً)) [45]

" مناولت مع الاجازۃ ہی اجازت کی مطلق طور پر سب سے اعلیٰ قسم ہے"

جبکہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں

" محدثین کرام نے روایت مناولت کی صحت کو اذن روایت سے مشروط کیا ہے تو اس کے بعد یہ قسم تمام انواع اجازت سے ارفع ہو گی کیونکہ اس میں تعیین اور تشخیص پائی جاتی ہے" [46]

اس کی صورت یہ ہو گی کہ شیخ اپنی مسموعات (جن کو شیخ نے اپنے شیخ سے سنا) کی اصل کتاب یا اس کی نقل جس کا اصل سے مقابلہ کر لیا گیا ہو طالب علم کو دیتے ہوئے فرمائے: **((هذا سماعی او روایتی عن فلاں فاروه او اجزت لک روایته عنی))** " یہ میرا سماع ہے یا فلاں شیخ سے میری روایت ہے اب تم مجھ سے اس کو روایت کرتے رہو یا اس کو روایت کرنے کی میں نے تمہیں اجازت دی" [47]

اس کے درجہ کے بارے میں بعض علمائے کرام نے اسے سماع اور قرات کے درجہ سے ادنیٰ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر محمود طحان فرماتے ہیں: **((وهی ادنیٰ مرتبة من السماع و القرأة علی الشیخ))** [48] اس کا رتبہ سماع اور قرات علی الشیخ سے کم ہے" اور بعض اس کو سماع سے اعلیٰ درجہ سے بھی بلند تصور کرتے ہیں۔ بعض علما کے نزدیک مناولۃ درجہ کے لحاظ سے تحمل حدیث کے پہلے اسلوب السماع من لفظ الشیخ کے مساوی ہے۔[49]

پانچواں اسلوب: الکتابة (کتابت یعنی لکھنا)

بعض علمانے اس کو المکاتبة اور المرسلة کے نام سے بھی موسوم کیا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ استاد اپنی مسموعات (مرویات) کو خود ہی تحریر کرے یا کسی دوسرے کاتب سے لکھوا کر کسی حاضر یا غائب شاگرد کو دے۔[50] اصول حدیث کے علماء نے تحمل حدیث کے اس اسلوب کو بھی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

المکاتبة مع الاجازة :اس کی صورت یہ ہے استاد حدیث کی کتابت کے ساتھ ہی اس کی روایت کی اجازت بھی تحریر فرمادے مثلاً یہ لکھ دے کہ : میں نے تحریری طور پر احادیث میں جو کچھ تم کو دیا ہے یا تمہاری جانب بھیجا ہے تم کو اسے روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔[51] اس صورت میں اس کا حکم یہ ہے کہ جن احادیث کی کتابت کے ساتھ روایت کی اجازت بھی ہو محدثین کے نزدیک شاگرد کے لیے ان کو روایت کرنا صحیح ہے اور صحت و قوت کے اعتبار سے یہ صورت مناولت مع اجازت کی طرح ہے۔[52]

الکتابة مع غیر اجازة:اس کی صورت یہ ہے کہ محدث حدیث کی کتابت کے ساتھ اس کو روایت کرنے کی اجازت شاگرد کے حق میں تحریر نہ فرمائے۔ اس صورت میں شاگرد کا روایت کرنا بعض علمائے کرام کے نزدیک درست ہے۔ اور بعض اس کو درست قرار نہیں دیتے ہیں۔[53]

اجازت، مناولت اور کتابت کا اسلوب امام ابن ابی شیبہؒ کی تصانیف میں اجازت، مناولت اور کتابت یہ تینوں تحمل و ادائے حدیث کے مناہج و اسالیب میں ہیں۔ تصانیف ابن ابی شیبہ میں اگرچہ صراحتاً کوئی ایسا اشارہ نہیں ملتا ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ یہ مذکورہ بالا اسالیب تصانیف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہیں۔ لیکن چند تمثیلات بطور استشهاد پیش کی جاتی ہیں ۔ جن میں اجازت، مناولت اور کتابت کے اسالیب موجود ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:

روایات الکتاب :امام ابن ابی شیبہؒ کی تصانیف کو متعدد طرق سے ان کے تلامذہ، محدثین کرام نے روایت کیا ہے۔ جو اس بات پر دلیل ہیں کہ آپؒ نے ان کو لکھنے کی اجازت دی، یا ان کو اپنی کتاب سے نقل کرنے کی اجازت دی۔ امام ابن ابی شیبہؒ کی کتاب "المصنف" دو طرق " طریق المشارقه اور طریق المغاربه" سے مروی ہے۔[54] ان دونوں طرق سے مصنف ابن ابی شیبہ مکمل اور الگ الگ کتب کی صورت میں روایت ہوئی ہے۔[55] دونوں طرق کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ مکمل طور پر دو طرق سے روایت ہوئی ہے۔ ان میں سے پہلا طریق " طریق المغاربه" ہے اس سے "المصنف" سماعاً اور اجازةً روایت ہوئی ہے، جبکہ دوسرا طریق " طریق المشارقه" ہے، اس سے 'المصنف" فقط اجازت کے طور پر روایت کی گئی ہے۔ کیونکہ روایات المشارقہ تارتاریوں کے حملے یا دیگر حادثات کی وجہ سے ضائع ہو گئی[56]

روایة المغاربه: اس طریق سے " المصنف" مکمل اپنی تمام کتب وابواب کے ساتھ روایت ہوئی ہے۔ جس کی سند حافظ ابو عبد الرحمٰن بقی بن مخلد القرطبیؒ تک پہنچتی ہے انہوں نے کتاب المصنف کو امام ابن ابی شیبہؒ سے روایت کیا ہے بعد ازاں بقی بن مخلد سے ان کے دو تلامذہ" ابو محمد عبد اللہ بن یونس المرادی اور ابو علی الحسن بن سعد الکتامی القرطبیؒ" نے روایت کیا ہے۔ بقی بن مخلدؒ امام ابن ابی شیبہؒ کے مشہور و معروف تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں سب سے زیادہ استفادہ آپؒ ہی سے کیا ہے۔ انہوں نے اپنے عظیم استاد سے مصنف کو حاصل کیا اور اسے اندلس لے گئے۔ یہاں بقی بن مخلدؒ کو" مصنف ابن ابی شیبه "کے سبب علمائے اندلس کی طرف سے بہت زیادہ تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ جب یہ خبر اس وقت کے حاکم محمد بن عبد الرحمٰن بن حکم تک پہنچی تو اس نے بقی کو بلایا اور انہیں مصنف ابن ابی شیبه کو بھی حاضر کرنے کا حکم دیا۔ حاکم کو یہ کتاب بہت پسند آئی۔ اس نے کہا کہ ہمارا کتب خانہ اس کتاب سے مستغنی نہیں ہو سکتا، پھر اس نے اپنی ذاتی لائبریری کے ناظم کو حکم دیا کہ ہمارے لیے بھی اس کا ایک نسخہ تیار کرواؤ۔ اس نے بقی بن مخلد سے کہا کہ اپنے علم کو پھیلاؤ اور اپنے پاس موجود حدیثوں کو روایت کرو۔ حاکم وقت کے اس حکم کے بعد بقی بن مخلد کے لیے اندلس میں ترویج علم حدیث کا فریضہ انجام دینا آسان ہو گیا۔[57]

اس سے یہ بات واضح طور پر آشکار ہوتی ہے کہ امام بقی بن مخلد مصنف ابن ابی شیبہ کو کتابی شکل میں اندلس لے کر گئے، اور اس کو وہاں روایت کرنے کی بھی اجازت لی۔ مزید برآں انہوں نے ایک کتاب " مصنف بقی بن مخلد" کے نام

سے تصنیف کی جس میں انہوں نے کثرت کے ساتھ امام ابن ابی شیبہ سے مروی احادیث کو بیان کیا ہے۔[58] مصنف ابن ابی شیبہ سے احادیث کو نقل کرنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ان کو امام ابن ابی شیبہؒ نے روایات نقل کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی تھی۔

امام ابو محمد عبد اللہ بن یونسؒ سے مصنف ابن ابی شیبہ کو تین محدثین نے نقل کیا جن میں " ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن علی الباجی، ابو بکر عباس بن اصبغ الھمدانی اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد المالک بن ضیفون القرطبی شامل ہیں۔ ان مذکورہ بالا محدثین سے ابن اصبغ نے آگے سوائے " کتاب الاشربة" کے مکمل " المصنف " کو روایت کیا۔ کیونکہ کتاب " الاشربة" کو امام ابن ابی شیبہؒ کے دونوں بھتیجوں " محمد بن قاسم بن ابی شیبہ اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ " نے ان سے روایت کیا ہے۔ [59]

روایة المشارقه: روایت مشارقہ میں ایک سند سے اس کو روایت کیا ہے۔ جس کو ابو بکر بن احمد بن حسین الحبشی نے اپنی کتاب " الدلیل المشیر " میں بیان کیا ہے۔ جو سند یہ ہے

"عن زکریاالانصاری،عن العز بن الفرات،عن التاج السبکی،عن الذہبی،عن عبد الحافظ بن طرخان،عن ابن عبدالقادر،عن سعید بن احمد،عن ابن ابی شیبة"[60]۔

علاوہ ازیں علامہ ابن الجوزیؒ نے "روایۃ المشارقۃ " سے ایک سند نقل کی ہے جو یہ ہے:

عن ابن الجوزی،قال:اخبرنامحمدبن ناصر قال:اخبرناابوعلی بن المھدی،قال:اناعبیداللہ بن عمربن شاہین،قال:اناابو بحربن کوثر ،قال:حدثناابو عبداللہ محمدبن محمدالجوزعی القاضی،قال:حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة۔ الخ")) [61]

اس مذکورہ بالا سند سے " المصنف " میں متعدد احادیث بعینہٖ سند اور متن کے ساتھ مروی ہے۔[62]

مصنف ابن ابی شیبہ اور نقل احادیث

امام ابن ابی شیبہ کے بعض تلامذہ نے ان سے متعدد کتب کو روایت کیا ہے۔ مکمل مصنف ابن ابی شیبہ کو نقل نہیں کیا بلکہ مصنف کی کسی ایک کتاب کو امام ابن ابی شیبہ کی سند سے نقل کیا ہے۔ جیساکہ کتاب التاریخ، کتاب الایمان، کتاب فضائل القرآن، والزھد۔ وغیرہ۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

کتاب"الاشربة: یہ مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک کتاب ہے۔اس کو امام ابن ابی شیبہؒ کے بھتیجے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے ان کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس روایت کی سند کو ابن خیر نے اپنی تصنیف "الفہرست " میں اس طرح بیان کیا ہے۔

" قال:حدثناابو جعفر احمد بن محمدبن عبد العزیز و ابو بکر محمدبن احمد بن طاهر قال: نابه ابو علی حسین بن محمد الغسانی قال:اخبرنی به ابو العاص حکم بن محمد بن حکم الجذامی ،قال:نابو بکر عباس بن اصبغ الهمدانی،قال:نامحمد بن قاسم عن محمد بن عثمان بن ابی شیبه به" [63]

کتاب فضائل القرآن اوثواب القرآن :اس کتاب کو ابو العلاء محمد بن احمد بن جعفر الوکیعی الکوفی نے امام ابن ابی

شیبہ سے روایت کیا ہے۔ اس روایت کی صرف دو سندیں امام بقی بن مخلدؒ سے مماثل ہیں۔ اس روایت کی سند کو ابن خیر نے اپنی تصنیف میں اس طرح ذکر کیا ہے

" عن ابی محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن عتاب عن ابیه ابی عبداللہ عن ابی المطرّف عبد الرحمٰن بن مروان القنازعی عن ابی محمدالحسن بن رشیق العسکری عن ابی العلاء الوکیعی عن ابن ابی شیبه" (64)

اور اس کی دوسری سند علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے ثواب القرآن کے نام کے ساتھ بیان کی ہے

" عن ابی الفرج ابن الغزی و ابی علی محمد بن احمد بن المطرز،عن عبد اللہ بن علی الصنهاجی،عن عبدالهادی بن عبدالکریم القیسی عن ابی الحسن علی بن فاضل بن حمدون،عن الشریف ابی الفتوح ناصر بن الحسن الخطیب،عن ابی الحسن محمد بن عبداللہ بن ابی داود،عن ابی الحسن علی بن ابراهیم الهوفی،عن الحسن بن رشیق عن ابن ابی شیبة" (65)

کتاب الاوائل: یہ امام ابن ابی شیبہؒ سے محمد بن عبدوس بن کامل السراجؒ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ جیساکہ یہ سند کتاب الاوئل کے شروع میں بھی مذکور ہے

" حدثناابو القاسم مسلمة بن القاسم عن محمد بن احمد بن الجهم(ابن الوراق المالکی، عن ابن عبدوس السراج به"

اس کے علاوہ امام ابن حجر عسقلانیؒ نے عبدان بن احمد الجوالیقی کے طریق سے دوسری سند بیان کی ہے وہ یہ ہے

"حدثنافاطمةبنت محمدبن المنجا،عن سلیمان بن حمزة،الضیاء المقدسی،عن ابی جعفر محمد بن احمد بن نصر الصیدلانی عن ابی علی الحسن بن احمد الحداد،عن نعیمم،عن محمد بن العسکری عن عبدان بن احمدالجوالیقی" (66)

کتاب "المسند ":امام ابن ابی شیبہؒ کی "المسند" ان کے دو شاگروں" عمر بن حفص اور محمد بن وضاح" سے مروی ہے۔ جس کا پہلا جزء عمر بن حفص سے روایت ہے جو" مسند ابی ایوب الانصاریؓ "سے شروع ہوتا ہے اور" مسند زید بن ارقمؓ" پر ختم ہوتا ہے۔ اور دوسرا جزء محمد بن وضاح سے مروی ہے۔ جس میں ان کا منہج یہ ہے:

"عمر نا ابن ابی شیبة، نا یزید بن هارون،عن داؤد بن ابی هند،عن الشعبی،عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی عن ابی ایوب عن رسول اللہ ﷺ قال:من قال: لا اله الااللہ وحده لا شریک له،له الملک وله الحمد،بیده الخیر،وهو علی کل شئی قدیر عشر مرات،کن له کعدل عشر رقاب او رقبة " (67)

کتاب "الایمان":امام ابن ابی شیبہؒ کی اس کتاب" الایمان " کو ابو العلاء الوکیعی الکوفی نے ان سے بیان کیا ہے۔ جس کی سند یہ ہے:

" عن کمال الدین ابی العباس احمدبن ابی الفضائل عن الزاهدابوعلی حسن بن احمد بن یوسف الاوقی،عن ابی عبیداللہ محمد بن علی بن محمد،عن ابی صادق مرشد بن یحیٰ بن قاسم المدنی،عن ابی

القاسم علی بن محمد بن علی بن احمد بن عیسیٰ الفارسی ،عن ابی محمد الحسن بن رشیق العسکری،عن ابی العلاء محمد بن احمدبن جعفر الوکیعی الکوفی،عن ابن ابی شیبۃ "[68]

کتاب الادب":اس کتاب کی سند جو مخطوطہ کے صفحہ اول پر درج ہے وہ یہ ہے :

"تالیف ابی بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبه،روایة ابی بکر احمد بن علی بن سعید القاضی عنه ،روایة ابی علی محمد بن القاسم بن معروف عنه،روایة عبد الرحمٰن بن عثمان بن القاسم بن ابی نصر عنه،روایة الحافظ ابی محمد عبد العزیز بن احمد الکتانی و الحسن بن علی اللباد و احمد بن عبد الرحمٰن الطرایفی ثلاثتھم عنه ،روایة الشریف النسیب ابی القاسم علی بن ابراہیم الحسینی عنه،روایة ابی المعالی عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابراہیم بن احمد المقدسی "

ان مذکورہ طرق روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام ابن ابی شیبہؒ نے اپنی تصانیف کو روایت کرنے اور ان سے احادیث اخذ کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔

چھٹا اسلوب: الاعلام (مطلع کرنا)

اعلام کے معنیٰ ہیں مطلع کرنا، آگاہ کرنا، بتانا۔ محدثین کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ استاد اپنے شاگرد کو صراحتاً روایت کی اجازت دیئے بغیر مطلع کرے۔[69] کہ ان احادیث کو اس نے فلاں شیخ سے سنا ہے یا اس کتاب کو اس نے فلاں شیخ سے روایت کیا ہے۔ امام رامہرمزی کے نزدیک علام میں صراحتاً اجازت کے بغیر ہی شاگرد کے لیے روایت کرنا جائز ہے۔[70] ابن حجر عسقلانیؒ کے نزدیک درست نہیں ہے۔[71]

ساتواں اسلوب: الوصیة (وصیت کرنا)

تحمل حدیث کے اس اسلوب کی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنی موت یا سفر کے وقت اپنے شاگرد کو ایک ایسی کتاب کے متعلق وصیت کر جائے جسے اس شیخ نے خود روایت کیا ہو۔[72] علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس اسلوب کو "الوصیة بالکتابة" کے نام سے موسوم کیا ہے اس کی صورت یہ ہے

((ھی ان یوصی عند موته او سفر ہ لشخص معین باصله او باصوله))[73]

" وصیت یہ ہے کہ شیخ اپنی موت یا سفر کے وقت ایک معین خاص شخص کے لیے اپنی کتاب یا کتب کی وصیت کرے"

بعض حضرات وصیت کو اعلام اور مناولہ کے مماثل قرار دیتے ہیں اور ان کی طرح اس کی روایت کے بھی قائل ہیں۔ لیکن ابن الصلاح کے نزدیک یہ باہم مماثل و مشابہہ نہیں ہیں۔ اگر وصیت کرنے والا صراحتاً اس کی اجازت دے کہ وہ روایت کر سکتا ہے تو اس صورت میں روایت کرنا جائز ہے۔[74]

آٹھواں اسلوب: الوجادة (پالینا)

وجادہ بکسر الواو، فعل وجدیجد کا مصد ہے۔ یہ ایک جدید الاستعمال مصدر ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں وجادہ کے معنیٰ ہیں سماع، اجازت، اور مناولت کے بغیر کسی صحیفہ سے علم حاصل کرنا۔[75]

((الوجادة : القسم الثامن من انواع التحمل ، و صورتها : ان حديثاً او كتاباً بخط شخص باسناده، فله ان يرويه عنه على سبيل الحكاية، فيقول : " وجدت بخط فلان حدثنا فلان بسنده، وله ان يقول : قال فلان" و اذا لم يكن فيه تدليس يوهم اللقى،او يقول : وجدت " [76]

اس کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی محدث ، استاد یا کسی معروف شخصیت کا احادیث پر مشتمل کتابچہ ، مسودہ، یا کوئی دستاویز تحریری شکل میں مل جائے اور سابقہ ملاقات کی بناء پر اس کا انداز تحریر پہچان لے یا اس سے ملاقات نہ ہوئی ہو تاہم اسے یقین ہو جائے کہ فی الحقیقت یہ تحریر یا خط اسی فلاں محدث کا ہے۔[77] وجادہ کی اس صورت میں روایت کی ہوئی حدیث کو محدثین نے منقطع احادیث کے درجے میں شامل کیا ہے اگر طالب علم کو یقین ہو جائے کہ احادیث شیخ ہی کے مسودہ میں لکھی ہوئی ہیں تو اس صورت میں حدیث میں اتصال کا رنگ نظر آئے گا، یہ اس صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جب راوی کہے " وجدت فلاں " میں اس کو فلاں سے پایا۔[78]

وجادہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عصر حاضر میں احادیث کی جن کتب سے مرویات کو نقل کیا جاتا ہے وہ اسی اسلوب میں ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صبحی صالح اس اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں :

> " پس وجادہ کو جب صحیح طریقہ سے سمجھا جائے تو اس کی قیمت اور اہمیت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا ہے اور اخذ حدیث کے اسالیب میں سے ایک اسلوب قرار پاتا ہے۔ آج احادیث کی کتب سے جو روایات ہم نقل کرتے ہیں وہ وجادت کی ہی قسم سے ہیں۔ "[79]

خلاصہ بحث و نتائج:

حدیث نبوی ﷺ میں صیغ تحمل و ادائے حدیث کی اصطلاحات انتہائی وسیع اور ہمہ گیر ہیں اور ہر عہد میں محدثین کرام نے ان اصطلاحات کا نہایت علمی انداز میں اپنے مجموعہ ہائے احادیث میں ترتیب دیا ہے، اور یہی وہ علمی اور تحقیقی ورثہ ہے جن اصطلاحات کی روشنی میں احادیث نبویہ ﷺ کی صحت و ضعف کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ تحمل و ادائے حدیث کے الفاظ محدثین کے ہاں آٹھ (۸) ہیں جو تمام کے تمام امام ابن ابی شیبہؒ کی تصانیف حدیث میں مذکور ہیں۔ جن میں " حدثنا،اخبرنا " کی اصطلاحات " سماع من لفظ الشيخ اور قرأة على الشيخ " شامل ہیں۔ جو کہ تحمل واداء کے مراتب میں سب سے اعلیٰ ہیں۔ امام ابن ابی شیبہ کے مجموعہ ہائے حدیث میں سب سے زیادہ انہیں صیغوں کا استعمال ہوا ہے۔ علاوہ ازیں " اعلام ، کتابت، اجازت، مناولت، وصیت اور وجادت" کی اصطلاحات بھی امام ابن ابی شیبہؒ کی کتب میں موجود ہیں۔ اس مقالہ میں امام ابن ابی شیبہؒ کی کتب کی روشنی میں تحمل و ادائے حدیث کی اصطلاحات کے مناہج و اسالیب کو شواہد و نظائر کی صورت میں پیش کر کے ایک تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] ۔ابوشہبہ، محمد بن محمد، الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث، ناشر: مؤسسہ الرسالہ، بیروت لبنان، 2001ء، ص: 15

Abū Shahba, Muḥmmad bin Muḥmmad, Al-WasīṬ Fī 'Ulūm wa Musṭalḥ al Ḥadīth, (Nāshir: Mo'assasah al Risālah, Beirūt Labnān, 2001), P:15

[2] ۔ڈاکٹر، اسماعیل سالم عبدالعال، دراسات فی علوم الحدیث، ناشر: دارالھدیۃ، بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی، 1998ء، ص: 97

Dr. Ismā'īl Sālim 'Abd al 'Āl, Dirāsāt Fī 'Ulūm al Ḥadīth, (Nāshir: Beirūt: Dār al Hidāyah 1998ac), P:97

[3] ۔سرخسی، محمد بن احمد بن ابی صالح، شمس الائمہ، اصول السرخسی، ناشر: دارالکتاب العربی، القاہرہ مصر: الطبعۃ الاولی، 1982ء، ج: 1، ص: 249

Sarakhsī, Muḥammad bin Aḥmad bin Abī Ṣaliḥ, UṢūul al Sarakhsī, (Nāshir: Cairo Egypt: Dār al Kitāb al 'Arabī, 1982), Vol: 1, P: 249

[4] ۔ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، شرح نخبۃ الفکر، ناشر: موسسۃ مناہل العرفان بیروت لبنان، 1990ء، ص: 32

Ibn Ḥajar 'Asqalānī, Aḥmad bin 'Alī, Sharḥ Nukhbah al Fikar,(Nāshir: Beirūt: Mo'assasah Manāhil al 'irfān, 1990ac), P:32

[5] ۔سیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، تحقیق: عبدالوہاب عبداللطیف، ناشر: میر محمد کتب خانہ کراچی، طبع دوم، 1972ء، ج: 2، ص: 14

Sayūṭī, Jālal al Dīn, 'Abd al Raḥmān bin Abī Bakr, Tadrīb al Rāvī Fī Sharaḥ Taḥqīq al Nawawī, (Nāshir: Mīr Muḥmmad Kutub Khānah Karāchī, 1972ac), Vol: 2, P:14

[6] ۔ایضاً، ج: 2، ص: 14

Ibid: Vol:2, P:14

[7] ۔ابن ابی حاتم رازی، ابو محمد عبدالرحمٰن، کتاب الجرح والتعدیل، ناشر: ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد انڈیا، طبع سوم، 1982ء، ص: 17

Ibn Abī Ḥātim al Rāzī, Abū Muḥammad 'Abd al Raḥmān, Kitāb al Jarḥ wal Ta'dīl, (Nāshir: Dā,rah al Ma'ārif, Ḥaydar Ābād India, 1982), P: 17

[8] ۔ڈاکٹر، فواد سزگین، تاریخ التراث العربی، ناشر: جامعۃ الامام محمد بن السعود، الریاض، سعودی عرب، الطبعۃ الاولی، 1988ء، ج: 1، ص: 233

Dr. Fuwād Sizgīn, Tārīkh al Turāth al 'Arabī, (Nāshir: Al Riyāḍ : Jāmi'ah al Imām Muḥammad bin al Sa'ūd, 1988), Vol: 1, P:233

[9] ۔ڈاکٹر، صبحی صالح، علوم الحدیث و مصطلحہ، ناشر: دارالکتب الاسلامی، بیروت لبنان، طبع دوم، 1998ء، ص: 86

Dr. Subhī Ṣāleḥ,'Ulūm al Ḥdīth wa Musṭalihihī, (Nāshir: Beirut: Dār al Kutub Al Islāmī, 1998), P:86

[10] ۔ ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن، مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، ناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، 2001ء، ص: 62

Ibn al Ṣalaḥ, Abū 'Amar 'Uthmān bin 'Abd al Raḥmān, Muqaddimah Ibn al Ṣalāḥ, (Nāshir: Beirut: Dār Iḥyā' al Turath al 'Arabī, 2001), P:62.

[11]۔ ترمذی، محمد بن عیسی ، سنن الترمذی، کتاب العلم ناشر : دار السلام، ریاض، سعودی عرب، 1993ء، رقم الحدیث :2658، ج:2، ص:321

Tirmidhī, Muḥammad bin 'īsā, Sunan al Tirmidhī, (Nāshir: Riyāḍ, Dār al Salām, 1993), Ḥadīth #2658, Vol: 2, P: 321

[12]۔ ابوداود، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داوٗد، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم ، ناشر: دار السلام، ریاض، سعودی عرب، طبع دوم، 1421ھ، رقم الحدیث:3659، ج: 2، ص:151

Abū Dāwūd Sulaymān bin Ash'ath al Sijistānī, Sunan Abī DāūuḌ, (Nāshir: Riyāḍ, Dār al Salām, 1421AH) Ḥadīth #3659, Vol: 2, P:151

[13]۔ ابن عبد البر اندلسی ،یوسف بن عبد اللہ، جامع بیان العلم و فضلہ ، ناشر: دار الکتب العلمیہ ، بیروت لبنان، الطبعۃ الثانیۃ،1992ء ،ج:1، ص:68

Ibn 'Abd al Bar al Undlusī, YuṢuf bin 'Abdullāh, Jāmi' bayān al 'elam wa Faḍlihī, (Nāshir: Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1992), Vol: 1, P:68.

[14]۔ (السماع: ارفع درجات االرواية عند الاكثرين ،يستوى فى ذلك ان يعلى الشيخ من كتاب او من حفظه ، او لم يكن يعلى و انما كا يحدث من غير املاء (الماع : ص ٦٩)

Al Ma', P:69

[15]۔ ڈاکٹر، محمود طحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ناشر:مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان، طبع سوم، 2017ء، ص:158

Dr. Meḥmūd Ṭaḥān, Tays'ir Mūsṭalah al Ḥadīth, (Nāshir: Lāhūr, Maktabah Raḥmāniyah, 2017), P:158

[16]۔ مقدمہ ابن الصلاح، ص:64،65۔ تدریب الراوی، ج:2، ص:12

Muqaddimah Ibn al Ṣalāḥ, P: 64,65. Tadrīb al Rāvī, Vol: 2, P: 12

[17]۔ علوم الحدیث و مصطلحہ، ص:93

'Ulūm al Ḥdīth wa Musṭalihihī, P:93

[18]۔ تدریب الراوی فی شرح النووی، ج:2، ص:12

Tadrīb al Rāvī Fī Sharaḥ al Nawawī, Vol: 2, P: 12.

[19]۔ امساک سے مراد یہ ہے کہ شاگرد کے پاس کتاب موجود ہو اور اس میں سے پڑھ کر سنائے۔

[20]۔ محمد بن اسماعیل العامر الصنعانی، توضیح الافکار، ناشر: دار الامۃ ، بیروت لبنان، ج:2، ص: 398

Muḥmmad bin Ismā'īl al Āmir al Ṣan'ānī, Tawḍīḥ al Afkār, (Nāshir: Beirūt: Dār al Ummah, Vol: 2, P: 398.

[21]۔ تیسیر مصطلح الحدیث، ص:159

Tays'ir Mūsṭalah al Ḥadīth, P:159.

[22]۔ تدریب الراوی، ج:2، ص:14

Tadrīb al Rāvī, Vol: 2, P: 14

[23]۔ علوم الحدیث و مصطلحہ، ص:93

'Ulūm al Ḥdīth wa Musṭalihihī,P:93.

[24]۔ فارسی، محمد بن علی، جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول، ناشر: دار السّلفیہ، بمبئی انڈیا، 1990ء، ص: 70

Fārsī, Muḥmmad bin 'Ali, Jawāhir al Usūl Fī 'Ilmi Ḥadīth al Rasūl, (Nāshir: Bombay, Dār al Salafiyah, 1990), P:70*

[25]۔ مقدمہ ابن الصلاح، ص: 65

Muqaddimah Ibn al Ṣalāḥ, P:65

[26]۔ تدریب الراوی، ج: 2، ص: 15

Tadrīb al Rāvī, Vol: 2, P: 15

[27]۔ حاکم نیسابوری، عبد الرحمٰن، معرفۃ علوم الحدیث، ناشر: شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، قاہرہ، مصر، طبع اول، 1975ء، ص: 313

Ḥākim al Nisābūrī, 'Abd al Raḥmān, Maʿrifatu 'Ulūm al Ḥdīth, (Nāshir: Cairo Egypt: Shirkatu Maktabah wa Maṭba'atu Muṣṭafā al Bābī al Ḥalbī, 1975), P:313

[28]۔ توضیح الافکار، ج: 2، ص: 204

Tawḍīḥ al Afkār, Vol: 2, P: 204

[29]۔ السماع: ارفع درجات االروایۃ عند الاکثرین، یستوی فی ذلک ان یعلی الشیخ من کتاب او من حفظہ، اولم یکن یعلی وانما کلایحدث من غیر املاء (الماع: ص 69)

Al Mā': 69

[30]۔ مقدمہ ابن الصلاح، ص: 63

Muqadimah Ibn al-Şalḥ,P:63

[31]۔ ابن ابی شیبہ، ابو بکر بن ابراہیم، مصنف ابن ابی شیبہ، تحقیق: حمد بن اللہ الجمعہ و محمد ابراہیم اللحیدان، ناشر: مکتبۃ الرشد، ریاض سعودی عرب، الطبعۃ الاولیٰ، 2004ء، ج: 1، ص: 300

Ibn Abī Shaybah, Abū Bakar bin Ibrāhīm, Muṣannaf Ibn Abī Shaybah, (Nāshir: Riyāḍ, 2004ac),Vol: 1, P:300, Ḥadīth # 1558

[32]۔ تدریب الراوی، ج: 1، ص: 210

Tadrīb al Rāvī, Vol: 1, P: 210

[33]۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ج: 7، ص: 115

Muṣannaf Ibn Abī Shaybah, Vol:7, P:115

[34]۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ج: 3، ص: 138

Muṣannaf Ibn Abī Shaybah, Vol:3, P:138

[35]۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ج: 1، ص: 251

Muṣannaf Ibn Abī Shaybah, Vol:1, P:251

[36]۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ج: 4، ص: 416

Muṣannaf Ibn Abī Shaybah, Vol:4, P:416

[37]۔ تیسیر مصطلح الحدیث، ص: 159

Tays'ir Mūsṭalah al Ḥadīth, P:159

[38]۔ بلخی، افتخار احمد، تاریخ افکار وعلوم اسلامی، ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی انڈیا۔ طبع اول 1992ء ج:1، ص:406

Balkhī, Iftikhār Aḥmad, Tārīkhi Afkār wa 'Ulūmi Islāmī, (Nāshir: Dehlī: Markazī Maktabah Islāmī, 1992), Vol:1, P: 408

[39]۔ النووی، ابوزکریا یحیٰ بن شرف، تقریب النواوی مع شرح تدریب الراوی، ناشر:: دار الکتب الحدیثۃ، القاہرہ مصر، طبع اول، 1966ء، ج:2، ص:29

Al Nawawī, Abū Zakariyyā Yaḥyā bin Sharaf, Taqrīb al Nawāwī Ma'a Sharḥ Tadrīb al Rāvī, (Nāshir: Cairo Egypt: Dār al Kutub al Ḥadīthah, 1966), Vol: 2, P:29

[40]۔ علوم الحدیث ومصطلحہ، ص:92

'Ulūm al Ḥdīth wa Muṣṭalihihī,P:92

[41]۔ مقدمہ ابن الصلاح، ص:61

Muqaddimah Ibn al Ṣalāḥ, P:61

[42]۔ تدریب الراوی، ج:2، ص:15

Tadrīb al Rāvī, Vol: 2, P: 15

[43]۔ شرح نخبۃ الفکر، ص:140

Sharḥ Nukhbah al Fikar, P:140

[44]۔ مقدمہ ابن الصلاح، ص:79

Muqaddimah Ibn al Ṣalāḥ, P:79

[45]۔ ابن حجر، احمد بن حجر، التقریب مع التہذیب، ناشر: دار ابن حزم، بیروت لبنان، ۱۹۹۷ الطبعۃ الثانیۃ، 1997ء، ج:2، ص:45

Ibn Ḥajar, Aḥmad bin Ḥajar, Al Taqrīb Ma'a al Tahdhīb, (Nāshir: Beirūt: Dār ibn Ḥazam, 1997),Vol: 1, P:121

[46]۔ شرح نخبۃ الفکر، ص:140

Sharḥ Nukhbah al Fikar, P:140

[47]۔ تدریب الراوی، ج:2، ص:15

Tadrīb al Rāvī, Vol: 2, P: 15

[48]۔ تیسیر مصطلح الحدیث، ص:161

Tays'ir Mūsṭalah al Ḥadīth, P:161

[49]۔ مقدمہ ابن الصلاح، ص:79

Muqaddimah Ibn al Ṣalāḥ, P:79

[50]۔ توضیح الافکار، ج:21، ص:338

Tawḍīḥ al Afkār, Vol: 21, P: 338

[51]۔ مقدمہ ابن الصلاح، ص:65

Muqaddimah Ibn al Ṣalāḥ, P:65

[52]۔ مقامانی، مقیاس الھدایۃ، ناشر: دار الکتاب العربی، قاہرہ مصر، 2001ء، ص:101

Maqāmānī, Miqīās Al Hidāyah, (Nāshir: Cairo Egypt: Dār al Kitāb al 'Arabī, 2001), P:101

[53]۔ مقدمہ ابن الصلاح، ص:83

Muqaddimah Ibn al Ṣalāḥ, P:83

[54]۔ مقدمۃ المصنف لابن ابی شیبہ، تحقیق: حبیب الرحمٰن اعظمی، ناشر: مکتبۃ المطابع، قاہرہ مصر،1418ھ، ج:7، ص:115

Muqaddimah Al Muṣannaf li Ibni Abī Shaybah, (Nāshir: Cairo Egypt: Maktabatul Mutābī', 1418), Vol:7, P:115

[55]۔ محمد بن اسحاق ابن ندیم، کتاب الفہرست، ناشر: مکتبۃ العلم، بیروت لبنان،1997ء، ص:131

Muḥammad bin Isḥāq Ibn Nadīm, Kitâb Al Fihrist, (Nāshir: Beirūt: Maktabtul 'Ilam, 1997), P:131

[56]۔ مقدمہ مصنف ابن ابی شیبہ، تحقیق: حمد بن عبد اللہ الجمعہ، ج:7، ص:115

Muqaddimah Muṣannaf Ibn Abī Shayba, Vol: 7, P:115

[57]۔ الذہبی، شمس الدین، ابو عبداللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، ناشر: دار الغربی الاسلامی، بیروت لبنان، 1994ء) ج:8، ص:226

Al Dhahabī, Shams Al Dīn, Abū 'Abdullāh Muḥammad bin Aḥmad, Siyar A`lām al Nubalā, (Nāshir: Beirūt: Dār al Gharbī al Islāmī, 1994), Vol: 8, P:226

[58]۔ ابن حزم اندلسی، رسائل ابن حزم ناشر: الموسسہ العربیۃ، بیروت لبنان، طبع اول،1987ء، ج:2، ص:178

Ibn Ḥazam Undlusī, Rasāīl ibn Ḥazam, (Nāshir: Beirūt: Mo'assasah al Al 'Arbiyah, 1987), Vol: 2, P:178

[59]۔ توضیح الافکار، ج:7، ص:187

Tawḍīḥ al-afkār,7/187

[60]۔ العلوی، ابو بکر احمد بن حسین بن محمد، الدلیل المشیر، ناشر: المکتبۃ المکیہ، ریاض سعودی عرب، 1992ء، ص:595

Al 'Alwī, Abū Bakar Aḥmad bin Ḥusain bin Muḥammad, Al Dalīl al Mushīr, (Nāshir: Rīyaḍ: Al Maktabtul Makkiyyah, 1992), P:595

[61]۔ ابن الجوزی، عبد الرحمٰن بن علی بن محمد، تلبیس ابلیس، ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور پاکستان، طبع اول: 2010ء، ج:2، ص:792

Ibn al Jawzī, 'Abd al Raḥmān bin 'Alī bin Muḥammad, Talbīs Iblīs, (Nāshir: Lahore: Maktabah Islāmiyah,2010), Vol: 2, P:792

[62]۔ المصنف، ج:9، ص:50

Al Muṣannaf, Vol: 9, P:50

[63]۔ کتاب الفہرست، ص:133,132

Kitâb Al Fihrist, P:132,133

[64]۔ الفہرست، ص:132

Al Fihrist, P:132

[65]۔ محمد فواد عبد الباقی، المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث، ناشر: موسسہ الرسالہ، بیروت لبنان، طبع اول،2001ء، ص:381

Muḥammad Fawād 'Abd al Bāqī, Al Mu'jam al Mufahras 'Alī Alfāẓ al Ḥadīth, (Nāshir: Beirūt: Mo'assasah al Risālah, 2001ac), P:381

[66]۔ المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث، ص:422

Al Mu'jam al Mufahras 'Alī Alfāẓ al Ḥadīth, P:422.

[67]۔ ابن ابی شیبہ، مسند ابن ابی شیبہ، ناشر: دار صادر، بیروت لبنان، طبع اول،1975ء، ج:1، ص:27،28

Ibn Abī Shaybah, Musnad Ibn Abī Shaybah,(Nāshir: Beirūt: Dār Ṣādir, 1975), Vol:1, PP: 27,28

[68]۔ تیسیر مصطلح الحدیث، ص:161

Tays'ir Mūsṭalah al Ḥadīth, P:161

[69]۔ جواہر الاصول فی علم الحدیث، ص:76

Jawāhir al Usūl Fī 'Ilmi Ḥadīth al Rasūl, P:76

[70]۔علوم الحدیث ومصطلحہ ، ص:93

'Ulūm al Ḥdīth wa Muṣṭalihihī,P: 93

[71]۔ شرح نخبۃ الفکر، ص:41

Sharḥ Nukhbah al Fikar, P:41

[72]۔القاضی، محمد بن عیاض بن موسی، الإلماع الی معرفۃ اصول الروایۃ وتقیید السماع ،ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت لبنان، 1994ء) ص:114

Al Qāḍī Muḥammad bin 'Iyāḍ bin Mūsá, Al Ilma, Ilā Ma`rifati Usūl al Riwāyah wa Taqyīd al Simā`, (Nāshir: Beirūt: Mo'assasah al Risālah, 1994), P:114

[73]۔ شرح نخبۃ الفکر، ص:140

Sharḥ Nukhbah al Fikar, P:140

[74]۔نورالدین عتر، منہج النقد فی علوم الحدیث،ناشر: دار الفکر بیروت لبنان، 1992ء، ص:220

Nūr al Dīn 'Itar, Manhaj al Naqd Fī 'Ulūm al Ḥadīth, (Nāshir: Beirūt: Dār al Fikar, 1992), P:220

[75]۔ مقدمہ ابن الصلاح، ص:58

Muqaddimah Ibn al Ṣalāḥ, P: 58

[76]۔ مقدمہ ابن الصلاح، ص:84

Muqaddimah Ibn al Ṣalāḥ, P:84

[77]۔ تدریب الراوی، ج:2، ص:15

Tadrīb al Rāvī, Vol: 2, P: 15

[78]۔ مقدمہ ابن الصلاح، ص:86

Muqaddimah Ibn al Ṣalāḥ, P:86

[79]۔ علوم الحدیث ومصطلحہ، ص:103

'Ulūm al Ḥdīth wa Muṣṭalihihī, P:103